نفس المهموم

مولف

رئیس المحدثین آقائی شیخ عباس قمی اعلی اللہ مقامہٗ

مترجم

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب

اعلی اللہ مقامہٗ

پیش کش، سید محمد شبیر عباس

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ، ضلع جھنگ

نام کتاب ——— نفس المہموم

مؤلف ——— آقائی شیخ عباس قمی اعلی اللہ مقامہ

مترجم ——— علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب اعلی اللہ مقامہ

نظر ثانی ——— مولانا بختیار الحسن سبزواری

پیش کش ——— سید محمد شبیر عباس

سال طباعت ——— بار اول ۱۹۹۰ء / بمطابق ۱۴۱۱ سنہ ہجری

تعداد ——— ۵۰۰

مطبع ———

ہدیہ ———

ناشر ——— ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

——— سٹاکسٹ ———

افتخار بک ڈپو (رجسٹرڈ) اسلام پورہ لاہور

ہیں۔ میں ان کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ خیمے کے دروازہ پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں اور ان کے سامنے خط ہے جسے پڑھ رہے ہیں۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ میرے ماں باپ پر قربان جائیں آپ کیوں ان چٹیل میدانوں میں اُترے ہوئے ہیں کہ جن میں نہ چوپاؤں کے لیے چرنے کا سبزہ اور گیاہ ہے اور نہ کوئی پناہ گاہ ہے۔ فرمایا ان لوگوں نے مجھے ڈرایا ہے اور یہ اہل کوفہ کے خطوط ہیں اور وہی لوگ مجھے قتل کریں گے۔ جب انھوں نے ایسا کیا اور کسی حرمت کو نہیں چھوڑیں گے مگر اس کو توڑ دیں گے تو خدا ان پر ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو انھیں قتل کرے گا اور قوم امہ سے زیادہ ذلیل ہوں گے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس سے مراد قوم سبا ہے کہ جو بلقیس کے زیر دست ذلیل تھی۔

مؤلف کہتے ہیں کہ قوی احتمال ہے کہ قوم امہ محرف ہے فرام امہ سے جیسا کہ آنجناب ہی سے روایت ہوئی ہے کہ آپ فرماتے تھے خدا کی قسم یہ مجھے نہیں چھوڑیں گے جب تک میرا خون نہ بہائیں جب انھوں نے ایسا کیا تو خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا کہ جو انھیں فرام امہ سے زیادہ ذلیل کرے گا۔ فرام بن کتاب وہ کپڑے کا ٹکڑا ہے کہ عورت جسے مخصوص ایام میں استعمال میں لاتی ہے (ارشاد)

امام حسین کا اہل کوفہ کی طرف خط

جب امام حسینؑ مقام حاجر پر پہنچے تو بطن الرمہ میں سے ہے تو آپ نے قیس بن مسہر صیداوی کو کوفہ کی طرف روانہ کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر کو بھیجا اور ابھی تک مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر آپ کو نہیں ملی تھی اور ان کو یہ خط بھیجا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حسین بن علی علیہما السلام کی جانب سے اس کے مؤمنین ومسلمین بھائیوں کی طرف سلام علیکم۔ میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اما بعد مسلم بن عقیل کا خط مجھے ملا ہے اور اس نے مجھے خبر دی ہے تمہاری رائے کی اچھائی اور تمہارے اشراف واہل مشورہ کے اجتماع ہماری مدد کرنے اور ہمارے حق کو طلب کرنے پر مجتمع ہوگئی ہے۔ میں اللہ عزوجل سے سوال کرتا ہوں کہ ہم سے نیکی واحسان کرے اور تمہیں اجر عظیم دے۔ میں منگل کے دن ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ ترویہ کے دن مکہ سے نکلا ہوں جب میرا بھیجا ہوا قاصد تمہارے پاس آئے تو اپنے کام میں جلدی کرو اور جدوجہد کرو کیونکہ میں انشاء اللہ انہیں دنوں میں پہنچ جاؤں گا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔

اور جناب مسلم نے اپنی شہادت سے ستائیس دن پہلے خط لکھا تھا اما بعد جو شخص پانی کی تلاش میں جائے وہ اپنے قبیلہ سے جھوٹ نہیں بولتا۔ کوفہ کے لوگوں میں سے اٹھارہ ہزار افراد نے میری بیعت کر لی ہے پس جس وقت میرا خط آپ کو ملے تو آنے میں جلدی کیجئے اور اہل کوفہ نے لکھا کہ ایک لاکھ تلوار آپ کی مدد کے لیے تیار ہے لہٰذا تاخیر نہ کیجئے۔

اور قیس بن مسہر صیداوی آپ کا خط لیکر کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قادسیہ میں پہنچے تو حصین بن نمیر نے انھیں گرفتار کرکے عبیداللہ کے پاس بھیج دیا۔ عبیداللہ نے کہا منبر پر جاؤ اور کذاب بن کذّاب کو برا بھلا کہو۔ (ملہوف)

اور دوسری روایت میں ہے کہ جب کوفہ کے قریب پہنچے تو حصین بن نمیر عبیداللہ کے مامور نے ان کا راستہ روک لیا تاکہ تلاشی لے۔ قیس نے خط نکال کر پھاڑ دیا حصین نے انھیں عبیداللہ کے پاس بھیجا جب اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو

اس سے کہا تم کون ہو تو انھوں نے جواب دیا میں امیر المومنین علی بن ابیطالب اور ان کے فرزند علیہما السلام کے شیعوں میں سے ایک مرد ہوں وہ کہنے لگا تو نے خط کو کیوں پھاڑ دیا کہا اس لیے تاکہ تو نہ جان سکے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اس نے کہا کس کی طرف سے تھا اور کن کے نام تھا۔ انھوں نے کہا کہ حسین بن علی علیہما السلام کی جانب سے تھا کوفہ کے لوگوں کی ایک جماعت کے نام کہ جن کے نام مجھے معلوم نہیں۔ ابن زیاد آگ بگولہ ہوگیا اور کہا خدا کی قسم تو مجھ سے الگ نہیں ہو سکے گا جب تک مجھے ان کے نام نہ بتلائے یا منبر پر جاؤ اور حسین بن علی اور ان کے باپ اور ان کے بھائی علیہما السلام) پر (معاذاللہ) لعنت کرے ورنہ میں تجھے پارہ پارہ کر دوں گا۔ قیس نے کہا پس وہ قوم تو میں ان کے نام نہیں بتاؤں گا البتہ لعنت کر دوں گا پس منبر پر گئے اور خدا کی حمد و ثنا کی اور پیغمبر پر درود بھیجا اور علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کی بہت زیادہ مدح و تعریف کی اور رحمت بھیجی۔ عبیداللہ ابن زیاد اور اس کے باپ اور بنی امیّہ کے ستمگروں پر اوّل سے لے کر آخر تک لعنت و نفرین کی۔ پھر کہا اے لوگو میں حسینؑ کا قاصد ہوں تمہاری جانب اور انھیں میں نے فلاں جگہ چھوڑا ہے ان کی دعوت پر لبیک کہو۔ ابن زیاد کو بتایا گیا کہ قیس نے کیا کچھ کہا ہے۔ اس نے حکم دیا اور انھیں قصر کے اوپر سے زمین پر پھینکا گیا اور وہ شہید ہو گئے (ارشاد)

روایت ہوئی ہے کہ ان کے ہاتھ باندھ کر زمین پہ پھینکا گیا کہ جس سے ان کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور ابھی کچھ رمق باقی تھی کہ ایک مرد عبدالملک بن عمیر لخمی نامی آیا اور ان کا سر قلم کر دیا لوگوں نے کہا تو نے ایسا کیوں کیا اور انھوں نے اس کی مذمت کی تو وہ کہنے لگا میں نے چاہا کہ اسے آسودہ کر دوں اور راحت پہنچاؤں۔

سحری کا وقت ہوا تو اپنے جوانوں اور غلاموں سے فرمایا زیادہ سے زیادہ پانی بھر لو اور کوچ کرو۔ (ملہوف)

اور ایک روایت ہوئی ہے کہ جب صبح ہوئی تو اہل کوفہ میں سے ایک شخص کہ جس کی کنیت ابو ہرہ ازدی تھی کو دیکھا کہ وہ آیا اور اس نے آپ پر سلام کیا اور عرض کیا اے فرزند رسولخدا کیا چیز باعث بنی کہ آپ اللہ اور اپنے جد امجد کے حرم سے باہر نکلے۔ آپ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر اے ابو ہرہ، بنی امیہ نے میرے مال پر قبضہ کر لیا تو میں نے صبر کیا مجھے بُرا بھلا کہا تو میں نے صبر کیا۔ اب وہ چاہتے تھے کہ میرا خون بہائیں تو میں وہاں سے نکل آیا۔ خدا کی قسم یہ ستمگار گروہ مجھے قتل کرے اور خدا انھیں ذلت و خواری کا لباس پہنائے گا اور ان پر تیز تلوار مقرر کرے گا اور اس شخص کو ان پر مسلط کرے گا کہ جس کے ہاتھوں قوم سبا سے زیادہ ذلیل و رسوا ہونگے کہ جن کی مالک و بادشاہ ایک عورت تھی جو ان کے مال اور خون پر حکم چلاتی تھی۔

اور شیخ اجل ابو جعفر کلینی نے روایت کی ہے حکم بن عتیبہ سے، اس نے کہا ایک شخص نے امام حسین بن علی علیہما السلام کو ثعلبیہ میں دیکھا تو آپ کے پاس آیا اور سلام کیا۔ (سلام کے جواب کے بعد) امام حسین نے فرمایا کس شہر کا رہنے والا ہے۔ اس نے کہا میں کوفہ کے لوگوں میں سے ہوں۔ فرمایا اے برادر کوفی خدا کی قسم اگر مدینہ میں میں نے دیکھا ہوتا تو جبرئیل کے آثار اپنے گھر میں ہماری جد امجد پر نزول وحی کے وقت میں تجھے دکھاتا اے برادر کوفی کیا لوگوں کے علم کا سرچشمہ تو ہمارے پاس ہو پھر وہ تو علم رکھتے ہوں اور ہم نہ رکھتے ہوں یہ نہیں ہو سکتا (حکم بن عتیبہ کندی کوفہ کا قاضی تھا۔ وہ ۱۱۵ھ میں فوت ہوا اہل سُنّت کے ہاں بلند مقام رکھتا ہے)

پھر آپ چل پڑے جب منزل زبالہ میں پہنچے تو آپ کو عبداللہ بن یقطر کی شہادت

کی خبر ملی (ملہوف) اور ایک روایت ہے کہ مسلم کی شہادت کی خبر ملی (ارشاد)
اور آپ نے وہاں ایک تحریر نکالی اور لوگوں کے سامنے پڑھی۔ اما بعد ہمیں جانسوز
اور دل خراش خبر ملی ہے کہ مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقطر شہید کر دیے گئے
ہیں اور ہماری پیروی کا دم بھرنے والوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ جو شخص تم میں سے
واپس جانا چاہے تو اس کے لیے کوئی مانع و حرج نہیں ہے۔ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں
ہے پس لوگ پراگندہ اور منتشر ہو گئے اور دائیں بائیں بیابان کا راستہ لیا صرف وہی رہ گئے
کہ جو مدینہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے یا تھوڑے سے دوسرے افراد کہ جو راستہ
میں آپ سے آملے تھے۔

آپ نے یہ کام اس لیے کیا تھا کیونکہ اعراب میں سے کچھ لوگ یہ خیال کیے ہوئے
تھے کہ آپ ایسے شہر کی طرف جا رہے ہیں کہ جس میں آپ کا معاملہ ٹھیک ٹھاک ہو چکا ہے
اور اس شہر کے لوگ آپ کے تابع فرمان ہو چکے ہیں لہٰذا آپ نہیں چاہتے تھے کہ
آپ کے ہمراہ رہیں مگر وہ لوگ کہ جو جانتے ہیں کہ کیا در پیش ہونے والا ہے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ شاید یہی وجہ تھی کہ آپ حضرت یحییٰ بن زکریا کو بہت زیادہ
یاد کرتے تھے جو اس طرف اشارہ تھا کہ آنجناب بھی شہید کر دیے جائیں گے اور آپ
کا سر بھی بطور ہدیہ لے جائیں گے جیسا کہ حضرت یحییٰ کا سر لے جایا گیا تھا اور مناقب
میں علی بن الحسینؑ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا ہم امام حسینؑ کے ساتھ
نکلے اور آپ کسی منزل میں نہیں اترتے تھے اور کوچ نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ یحییٰ
بن زکریا (علیہما السلام) کا ذکر کرتے اور ایک دن فرمایا خدا کے ہاں دنیا کی پستی میں سے
یہ امر ہے کہ حضرت کا یحییٰ کا سر بنی اسرائیل کے زنا کاروں میں سے ایک زنا کار کے
پاس بطور ہدیہ لے جایا گیا۔

حبیب السیر میں مسطور ہے کہ جب آنحضرت منزل زبالہ میں پہنچے تو عمر بن سعد بن ابی وقاص کا قاصد آپ کی بارگاہ میں شرف یاب ہوا اور اس کا خط آپ کو پہنچایا اور مسلم ابن عروہ کی شہادت اور قیس مسہر کا واقعہ تحقق پذیر ہوا۔

اور ابوحنیفہ دینوری کہتا ہے جب آنحضرت منزل زبالہ میں پہنچے تو محمد بن اشعث اور عمر بن سعد کا بھیجا ہوا قاصد آپ کو ملا اور وہ خط کہ جس کے لکھنے کی خواہش حضرت مسلم نے ان دونوں سے کی تھی سے آیا کہ جناب مسلم کا معاملہ کہاں پہنچا اور اہل کوفہ نے بیعت کرنے کے بعد انھیں چھوڑ دیا اور جناب مسلم نے یہ خواہش محمد بن اشعث سے کی تھی جب آپ نے خط پڑھا اور خبر کی صحت آشکار ہوئی تو جناب مسلم اور ہانی کی شہادت آپ پر سخت ناگوار گذری اور اس قاصد نے قیس بن مسہر کی شہادت کی خبر بھی بتائی اور آنجناب نے قیس کو بطن الرمہ سے بھیجا تھا۔

اور لوگوں کا ایک گروہ راستہ کی مختلف منزلوں سے آپ کے ہمراہ ہوگیا تھا۔ اس گمان سے کہ آپ کے کوفہ میں یار و مددگار موجود ہیں۔ جب جناب مسلم کی خبر انھوں نے سنی تو وہ لوگ منتشر ہو گئے اور آپ کے ساتھ سوائے خاص اصحاب کے کوئی باقی نہ رہا۔

(ارشاد) جب سحری کا وقت ہوا تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ بہت سا پانی لے لیں اور پھر آپ راستہ پر چل پڑے۔ جب بطن العقبہ سے گذر گئے تو نزول اجلال فرمایا۔ بنی عکرمہ میں سے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ جس کا نام عمرو بن لوذان تھا اس نے آنجناب سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ حسینؑ نے جواب دیا کہ کوفہ! بوڑھے شخص نے عرض کیا آپ کو خدا کی قسم ہے واپس پلٹ جائیں کیونکہ سوائے نیزہ کی انیوں اور تلواروں کی دھار کے آپ کے آگے کچھ نہیں۔ یہ لوگ کہ جنھوں نے

پیچھے جا رہے تھے تو اس نے یہ رجز پڑھے پھر مجلسی نے گذشتہ اشعار نقل کیے ہیں
اور مناقب شہر آشوب میں ہے کہ امامؑ نے شاہراہ کے علاوہ کا راستہ پوچھا اور دلیل
ورہنما طلب کیا تو طرماح بن عدی طائی نے عرض کیا میں راستہ جانتا ہوں اور وہی رجز پڑھنے
لگا اور کامل الزیارة سے منقول ہے سند کے ساتھ ابوالحسن رضاؑ سے جس وقت امام
حسینؑ رات کے وقت سفر کر رہے تھے۔ جب آپ عراق کی طرف سفر کر رہے تھے
تو ایک شخص رجز پڑھ رہا تھا اور وہ کہتا تھا یا ناقتی الخ

اور مقتل ابن نما میں کہتا ہے کہ حر امام حسینؑ کے آگے آگے جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا
یا ناقتی اور پھر انہی اشعار کو ذکر کیا ہے الی به الله لخیر امر تک۔ مترجم
کہتا ہے اشعار کے مضامین پہلی روایت کے ساتھ کہ جو طبری اور کامل سے نقل ہوئی
ہے زیادہ مناسب ہیں کیونکہ امام حسینؑ اپنے سے بہتر کی طرف نہیں جا رہے تھے لیکن
لیکن طرماح کے ساتھی اپنے سے بہتر کی طرف جا رہے تھے۔ یہ اشعار حتی بالکریم
السحر۔ اس بات کی دلیل ہیں کہ طرماح کے ساتھی ایک کریم شخص کا قصد رکھتے
ہیں اور کوفہ سے امام کی خدمت میں تشرف کے عزم و ارادہ سے آئے ہیں۔

(طبری اور ابن اثیر) جب یہ حضرات امام حسینؑ تک پہنچے تو حر نے ان کی طرف
رخ کیا اور کہا کہ یہ چند اشخاص کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ میں انھیں اپنے پاس
روکتا ہوں یا کوفہ کی طرف واپس بھیجتا ہوں۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں ایسا نہیں کرنے
دوں گا اور جس گزند اور مصیبت سے میں اپنی حفاظت کروں گا ان کی بھی کروں گا
کیونکہ یہ میرے یاور و انصار اور ان افراد کے بمنزلہ ہیں کہ جو میرے ساتھ مدینہ سے
آئے ہیں اگر اس عہد و پیمان پر کہ جو تو نے مجھ سے باندھا ہے ثابت ہے
تو ان سے دستبردار ہو جا ورنہ میں تجھ سے جنگ کروں گا تو حر دستبردار ہو گیا۔

امامؑ اور ان کے اصحاب پر سختی کی کہ اس بے آب و گیاہ جگہ میں کہ جہاں کوئی بستی و آبادی نہیں تھی اُتریں، امام حسینؑ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر ،ہمیں چھوڑ دے کہ ہم اس دیہات یعنی نینوی اور غاضریہ میں یا اس دیہات یعنی شفیہ میں اتر جائیں حُر نے کہا خدا کی قسم میں ایسا نہیں کر سکتا، اس شخص کو انھوں نے مجھ پہ جاسوس مقرر کیا ہے، زہیر بن قیس نے عرض کیا خدا کی قسم میں اس طرح دیکھ رہا ہوں کہ اس کے بعد معاملہ زیادہ سخت ہو جائے گا اے فرزند رسول خدا اس جماعت کے ساتھ اس وقت قتال اور جنگ کرنا ہمارے لیے زیادہ آسان ہے اُن سے جنگ کرنے کی نسبت کہ جو اس کے بعد آئیں گے مجھے اپنی جان کی قسم ہے ان کے بعد اتنے لوگ آئیں گے کہ جن سے مبازرہ کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے"۔

حسینؑ نے فرمایا میں ان سے جنگ کرنے میں پہل نہیں کروں گا اور وہیں آپ اتر گئے اور وہ جمعرات کا دن محرم الحرام اور اکسٹھ ہجری کی تاریخ تھی۔

سید کہتے ہیں اور امام حسینؑ کھڑے ہو گئے اور اپنے اصحاب کے درمیان اس طرح خطبہ پڑھا خدا کی حمد و ثنا کی اور اپنے نانا کا ذکر کر کے ان پر صلوٰۃ و درود بھیجا اور فرمایا (انه قد نزل من الامر ما ترون) ایسی مصیبت آن پڑی ہے کہ جسے تم لوگ دیکھ رہے ہو اور اس طرح کا خطبہ کہ جیسا ہم نے حُر کی ملاقات کے وقت ذکر کیا ہے آپ نے دیا ہے

اتر پڑے اور حُر بن یزید ریاحی آپ کے مقابلہ میں ہزار سوار کے ساتھ امام حسینؑ نے کاغذ و دوات طلب کی اور ان اشراف کوفہ کو خط لکھا کہ جن کے بارے میں آپ کے جانتے تھے کہ وہ اپنی رائے میں اب تک پکے اور مستحکم ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسین بن علی کی جانب سے سلیمان بن صرد، مسیب بن نجبہ (نون کی جیم زبر اور باء کے ساتھ) رفاعہ بن شداد، عبداللہ بن وال اور گروہ مومنین کی طرف اما بعد تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں فرمایا جو کسی ظالم جابر بادشاہ کو دیکھے اس خطبہ کے آخر تک جو آپ نے اپنے اور حُر اور اصحاب کے لیے دیا جسے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

پھر آپ نے خط کو لپیٹا اور اس پر مہر لگا دی اور اسے قیس بن مسہر صیداوی کے سپرد کیا اور پھر گفتگو کو اسی طرح چلایا ہے کہ جس طرح پہلے گذر چکی ہے۔ اس کے بعد کہا ہے اور جب حسینؑ کو قیس کی شہادت کی خبر ملی تو آپ کو گریہ گلوگیر ہوا اور آپ کے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا اللّٰھم اجعل لنا ولشیعتنا عندک منزلا کریما واجمع بیننا و بینھم فی مستقر رحمتک انک علی کل شئ قدیر اور کہا ہے کہ ایک شخص امام حسینؑ کے شیعوں میں سے تڑپ کر اٹھا کہ جسے ہلال بن نافع بجلی کہتے تھے"

مؤلف حاشیہ میں کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ صحیح نافع بن ہلال بن نافع ہے اور بعض مؤرخین نے ایک لفظ نافع کو تکرار سمجھ کر حذف کر دیا ہے جیسا کہ کتاب منہج المقال وغیرہ میں ناحیہ مقدسہ سے منقول زیارت شہداء میں اسی طرح ضبط ہوا ہے اور ان کی یہ گفتگو بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ مقداد بن اسود کندی کی رسول خدا سے گفتگو کے ساتھ کہ جسے تفسیر علی بن ابراہیم میں نقل کیا ہے جس وقت رسول خدا